بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقت کی سب سے نایاب جنس مردانِ کار اور مخلص عالمین

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

حضرت مولانا سیّد ابو الحسن علی ندوی مدظلہ العالی نے مولانا سیّد محمد مرتضیٰ صاحب کے حادثہ وفات پر یہ پُر سوز و پر از معلومات تقریر فرمائی تھی جس میں مولانا سید محمد مرتضیٰ کے ساتھ مولانا مدظلہ کی محبت و شفقت اعتماد و تعلق اور مرحوم کے اخلاص و لگن کے ساتھ تواضع و خاکساری کا لباس پہن کر کام کی دھن کی ایک قابل تقلید مثال سامنے آتی ہے چونکہ یہ تقریر ٹیپ سے نقل نہیں ہوسکی تھی یہ سعادت ان کے سعید فرزند عزیزم سعید حسن سلمہ کے لئے مقدر تھی۔ انھوں نے ٹیپ سے نقل کرکے بذریعہ فیکس ریاض سے بھیجا اس لئے تاخیر کے ساتھ شائع ہورہی ہے ، اشاعت اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس میں قاری کے لئے بڑا سبق ہے حضرت مولانا کی یہ تعزیتی تقریر دارالعلوم کی سوگوار فضا میں طلباء و اساتذہ کے سامنے مسجد میں ہوئی جو کھچا کھچ بھری تھی۔ (ادارہ)

www.abulhasanalinadwi.org

حمد و صلوٰۃ کے بعد :

میرے رفقاء کار اور عزیزو !

آپ کو معلوم ہے کہ کئی تنظیموں سے وابستگی اور اداروں سے تعلق کی بنیاد پر مجھے مختلف موضوعات پر تقریریں کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن میں آپ کے سامنے اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ سب سے مشکل موضوع تعزیت کا موضوع ہے اس کا تعلق انسان کے تعلقات سے ہے، قلب سے ہے، دماغ ہی سے نہیں قلب سے بھی ہے اور خاص طور پر تعزیت بھی ایک ایسی شخصیت کی جس سے عزیزانہ، روحانی اور خاندانی تعلق ہو، اور تعلق بھی ایک دو برس، دس بیس برس کا نہیں بلکہ دو ڈھائی سو س برس کا ہو۔

آپ میں سے بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ مولانا مرتضیٰ صاحب (اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے) ان کا تعلق مولانا سید جعفر علی صاحب نقوی بستوی کے خاندان سے تھا وہ ان کے احفاد میں تھے۔

مولانا سید جعفر علی صاحب حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خاص رفقا، رفقا، دعوت اور فقہائے جہاد میں سے تھے، وہ جب سرحد میں گئے جہاں حضرت سیّد صاحب کا قیام تھا تو سید صاحب نے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا اور بڑی گرمجوشی سے ملے اور وہاں جانے سے پہلے بھائیوں میں ایک مقابلہ سا تھا کہ کون جائے، پھر معاملہ والدین پر چھوڑا گیا۔ مولانا سید جعفر علی صاحب کا انتخاب ہوا۔ اس کے لئے اور وہ جہاد کے

www.abulhasanalinadwi.org

لئے روانہ ہوئے۔ جب سیّد صاحب کی قیام گاہ کے قریب پہونچے تو سیّد صاحب نے باہر نکل کر ان کا استقبال فرمایا اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور پھر ہمارے یہاں ہمارے خاندان کی رائے بریلی کی خیریت پوچھی اور فرمایا آپ خود گئے تھے یا معلوم ہوا۔ کہا معلوم ہوا پھر وہاں سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعمد خاص رہے اور حالات میں آتا ہے کہ ایک شعبہ غالباً خط و کتابت کا شعبہ حضرت سید صاحب نے مولانا سیّد جعفر علی صاحب کے سپرد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کو مولانا سید جعفر علی صاحب سے کام لینا تھا اس لئے شہدا میں ان کا نام نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے شہادت کے بجائے سعدات مقدر فرمائی تھی اور دعوت کا کام مقدر فرمایا تھا چنانچہ وہ ہندوستان واپس ہوئے اور انھوں نے ایسے وسیع پیمانہ پر اور عمیق اور موثر انداز سے دعوت کا کام کیا کہ جس سے زندگیوں میں تبدیلی آگئی اور بستی سے لے کر ہیپال کی سرحد تک اور ہیپال کی سرحد سے بھی آگے مدارس قائم کئے اور عقائد کی اصلاح ہوئی، رسوم کی اصلاح ہوئی اور اخلاق کی اصلاح ہوئی۔ اور بالکل ایک انقلاب آگیا، جس کو ابھی تک ضلع بستی اور اس کے آس پاس کی بستیوں کے لوگ یاد کرتے ہیں۔ بہار کی سرحد پر ایک مدرسہ ہے جو ان کا قائم کیا ہوا ہے اور اس کا ندوہ کے ساتھ الحاق ہے۔ پھر انہوں نے حضرت کی شہادت کے بعد ٹونک کا سفر بھی کیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

جہاں حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص متعلقین تھے ۔ اور اہل خاندان کا بڑا حصّہ وہاں موجود تھا۔ اور کتاب لکھی "در منظورۃ السعداء فی احوال الغزاۃ و الشہداء" جو ہمارے کتب خانہ کی زینت ہے اور سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے معتمد ترین مآخذ میں سے ہے۔

سید صاحب کے حالات میں دو کتابیں ہیں جو سب سے زیادہ معتبر ہیں اور گویا معاصرین اور رفقاء کی ہیں، ایک منظورۃ السعداء فی احوال الغزاۃ والشہداء مولانا سید جعفر علی صاحب کی اور دوسری وقائعِ احمدی شیخ محمد علی کی جو نواب وزیر الدولہ نے لکھوائی تھی جو والی سلطنت تھے۔ نواب صاحب نے سید صاحب کے جو رفقاء میدان جہاد سے زندہ سلامت واپس آئے انھوں نے ان سے درخواست کی کہ آپ لوگ روزانہ بیٹھ کر حضرت کے حالات اور ان کے بارے میں معلومات بیان کریں۔ املاء کرایا کریں ایک جماعت لکھنے والوں کی مقرر کی جو اس کو لکھے۔ وقائع احمدی کچھ تو ہمارے تعلق کی وجہ سے اور پھر مولانا مرتضیٰ صاحب کی دلچسپی اور ان کی وابستگی کی وجہ سے وہ بھی کتب خانہ میں آگئی جو ہمارے خاندان میں محفوظ تھی اور بالکل گھر کی چیز سمجھی جاتی تھی یہ تعلق اتنا مستحکم ہے کہ جن لوگوں کو اس کا تجربہ نہیں ہوا وہ اس کا اندازہ ہی نہیں کرسکتے کہ سید صاحب سے بیعت، دعوت اور مقصد کا تعلق رکھنے والوں کو سید صاحب کی ذات سے سید صاحب کے خاندان سے کیا تعلق ہو، اس کا اندازہ کوئی ایسا شخص نہیں کرسکتا جس نے تجربہ نہیں کیا۔ ان

www.abulhasanalinadwi.org

لوگوں کو دیکھا نہیں جن لوگوں کو سید صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کا موقع مل گیا۔ اور ان کے دامن سے وابستہ ہونے کا، ان کی حالت یہ تھی کہ وہ شمع کے پروانے بن گئے۔ اور وہ اخیر وقت تک بالکل دم آخر تک بلکہ آخری سانس تک ان کا دم بھرتے رہے اور اس پر فخر کرتے رہے اور اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے رہے۔

مولانا مرتضیٰ صاحب سے ہمارا تعلق اس وقت ہوا جب وہ مظاہر علوم میں پڑھتے تھے اور ہمارے عزیز بھانجے مولوی محمد ثانی مرحوم (جو مہتمم دارالعلوم مولانا محمد رابع کے بڑے بھائی تھے) غالباً ان کے ہم سبق تھے یا ہم زمانہ تھے بہرحال ہم نے دونوں کو ساتھ دیکھا اور دونوں میں روحانی اور خاندانی تعلق کی بناء پر ..... اخوت پیدا ہوگئی تھی۔ ایک عقیدتمندانہ تعلق پیدا ہوگیا تھا۔ پھر اس کے بعد وہ یہاں آگئے، اور ملتے رہے اور اس تعلق کو انھوں نے قائم رکھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا موقع عطا فرمایا اور اس کی توفیق دی کہ وہ یہاں آکر اپنی زندگی اس ادارہ کے لئے وقف کردیں۔ وہ یہاں آئے، ابتداء میں مدرس رہے، پھر کتب خانہ کے لئے ان کا انتخاب ہوا، اور جیسا کہ مولوی محمد رابع نے بھی بیان کیا اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں، شہادت دیتے ہیں کہ کتب خانہ سے انھیں تعلق کتب خانہ کا نہیں گھرانہ جیسا تھا۔ ایک عزیز امانت کا تعلق تھا کہ وہ اس کو ہر طرح سے ترقی دینا چاہتے تھے، اور اس میں قیمتی چیزیں اور بیش قیمت مسودات اور نایاب کتابیں جو کہ ہندوستان میں عام طور پر نہیں ملتیں، ان کو مہیّا کرنے میں ان کا خاص دخل

www.abulhasanalinadwi.org

تھا۔ کتب خانہ نے جو ترقی ان کے دور میں کی وہ اس سے پہلے اس کو نصیب نہیں ہوئی انھیں کے زمانہ میں یہ عمارت بنی۔

جب انھوں نے کتب خانہ کی ذمہ داری سنبھالی اس وقت سے اگر آپ مقابلہ کریں کمیت کے لحاظ سے بھی اور کیفیت کے لحاظ سے بھی تو آپ کو بہت بڑا فرق معلوم ہوگا۔ کہ پہلے کتب خانہ کی وسعت کیا تھی۔ اس میں کتابوں کی تعداد کیا تھی اور اب تعداد کیا ہے اور صرف تعداد ہی نہیں بلکہ وہ بنیادی کتابیں جن کا کتب خانہ میں ہونا بہت ضروری تھا اور بعض کتابیں تو ایسی ہیں کہ ہندوستان میں ان کا بس نام ہی نام تھا کسی نے دیکھا بھی نہیں تھا یا ان کے نئے ایڈیشن شائع ہوئے تھے تحقیق کے ساتھ اور تشیہ کے ساتھ اور تعلیق کے ساتھ اس کو کتب خانہ کے لئے مہیا کرنا اور حفاظت سے رکھنا تاکہ اساتذہ اور مدرسین، پھر طلباء ان سے فائدہ اٹھائیں۔

کسی کتاب خانہ یا کسی ذخیرہ کتب کے لئے سب سے زیادہ بیش قیمت اور سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ وہاں اہم کتابیں جو مآخذ کا درجہ رکھتی ہیں، وہ وہاں مہیّا ہوں اس سے بڑھ کر کتب خانہ کے لئے جگہ کا ہونا اور اس کے لئے بڑی عمارت کا ہونا اور نہ روشنی کا انتظام اور نہ ہوا کا انتظام کوئی چیز اتنی اہم نہیں جتنی یہ بات اور یہ بات وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ نے علم بھی دیا ہو اور ہمدردی بھی دی ہو اور امانت کا احساس بھی دیا ہو۔ ذمہ داری کا احساس دیا ہو تو مولانا مرتضیٰ صاحب نے کتب خانہ کو گویا مالا مال کر دیا اور چونکہ مجھے ذمہ دارانہ حیثیت سے بھی ایک تعلق تھا اس لئے معلومات ہوتی رہتی تھی کہ اب انھوں

www.abulhasanalinadwi.org

نے فلاں جگہ سے کتابیں منگوائی ہیں، اب انھوں نے حجاز سے اپنے فرزند کے ذریعہ (اللہ ان کے علم و عمر میں برکت دے) .... سے یا اور احباب کے ذریعہ سے یا ندوہ کے فضلاء کے ذریعہ سے انھوں نے کتابیں مہیّا کیں۔

پھر اس کے بعد ان کے اندر اللہ تعالیٰ نے تواضع، سادگی اور جو خاندانی خصوصیات ہوتی ہیں عالی نسبی کی جو خصوصیات ہیں موروثی، وہ سب ان کے اندر پیدا کردی تھیں۔ دین کی خدمت کا ایک شوق اور صحیح مقصد کے لئے محنت اور جفاکشی۔

ابھی گجرات میں مسلم پرسنل لا بورڈ کا جلسہ ہوا۔ بورڈ کا بارہواں اجلاس، وہ بورڈ کی پوری تاریخ میں سب سے زیادہ کامیاب اور پر ازدحام اجلاس تھا، اس میں بہت بڑا حصہ اور دخل مولانا مرتضیٰ صاحب کی کوشش کا تھا دو تین مرتبہ انھوں نے گجرات کا سفر کیا اور گجرات کے لوگ اس بات کی شہادت دیتے ہیں میں نے خود اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لوگ ان کی طرف منسوب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس جلسہ کی کامیابی میں مولانا مرتضیٰ صاحب کا بڑا دخل ہے۔ وہ خود بار بار گئے اور یہاں سے جو لوگ مفید ہوسکتے تھے مولوی عبدالقادر گجراتی، مولوی سلمان اور مولوی خالد غازی پوری خاص طور سے ان تین حضرات کو وہ لے گئے۔ اور ان کا دورہ کرایا زمین تیار کی اور ایسا جلسہ ہوا جس کی مسلم پرسنل لا بورڈ کی تاریخ میں اب تک نظیر نہیں ملتی۔ میں خود اس میں شریک تھا اس کے بعد گجرات کا ایک دورہ بھی کیا۔ وہ چونکہ دارالعلوم کے کام سے گجرات جایا کرتے تھے اس لئے وہاں

www.abulhasanalinadwi.org

سے بہت واقف تھے وہاں کون سا مدرسہ ہے یا کتنے مدرسے ہیں یہ تو بہت سے لوگ جان سکتے ہیں۔ مگر افراد میں کون کس حیثیت کا ہے۔ کس مرتبہ کا ہے اور وہاں کے لوگوں کو اس سے کتنا تعلق ہے اور اس پر کتنا اعتماد ہے اور کتنا موثر ہوسکتا ہے۔ یہ بات وہی جان سکتا ہے جو کچھ دن رہے اور اللہ نے اسے شعور بھی عطا کیا ہو اور سلیقہ بھی عطا کیا ہو اور تجربہ بھی اور پھر اس کی فکر بھی۔

تو انھوں نے وعدہ کرلیا تھا بعض مدارس اور اداروں سے لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ وقت تنگ ہے اور میری صحت بھی متحمل نہیں تو انھوں نے ایک دو کو حذف کیا لیکن کچھ ان کے مفاد اور کچھ دینی مفاد اور کچھ مسلم پرسنل لا بورڈ کے مفاد میں اور کچھ اس تعلق کی بنا پر جو ہم سے رکھتے تھے ان کی خواہش تھی کہ خواہ تھوڑی دیر کے لئے جایا جائے لیکن بعض مدرسوں اور مراکز میں ضروری جایا جائے چنانچہ پانچ چھ مراکز جن کا ذکر تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ کاروان زندگی کی چھٹی جلد میں آئے گا کہ وہ کہاں کہاں لے گئے۔ کہیں بنیادیں رکھوائیں، کہیں خطاب کروایا، کہیں رات گذاری اس کے بعد سورت آئے، اور پھر سورت میں انہیں کے مشورہ اور ان کی دلچسپی کی بنا پر اور عقیدت کی بناء پر مفتی عبدالرحیم لاجپوری کی خدمت میں حاضری ہوئی وہ بڑی قیمتی ملاقات تھی پھر وہ ہمارے ساتھ بمبئی آئے اور بمبئی سے پھر ان کی واپسی لکھنو ہوئی۔

ان کی محنت اور کوشش کا احساس پورا پورا مولانا نظام الدین صاحب

www.abulhasanalinadwi.org